ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

اُردو میں آزاد شناسی کی روایت اور اکرام چغتائی

The Tradition of Reorganization of Maulana Azad in Urdu And Ikram Chughtai

عزیر احمد

اسکالر، پی ایچ ڈی اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر خاں محمد اشرف

پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر عطاالرحمن میو

ایسوسی ایٹ پروفیسر، لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

ABSTRACT:

Maulana Muhammad Hussain Azad is one of the five elements of Urdu language & literature. Due to the importance of Azad many researchers have been doing a great job to show the different aspects of his miracles. In this regard Muhammad Sadiq and Ikram Chughtai have done a lot of work. Ikram Chughtai's research work about Azad's literary work reveals many hidden aspects. In this research article an effort has been made to emphasize the Chughtai's work for the betterment of Urdu literature history. This article would help to understand and evaluate the importance of Azad and his status in Urdu world.

Key Words:

Elements, Literature, Aspects, Miracles, Reveals, Betterment, Evaluate, Status, Emphasize, History.

آزاد شناسی کی روایت مولانا محمد حسین آزاد کی زندگی میں ہی شروع ہو گئی تھی۔ ان کی زندگی میں، مولانا الطاف حسین حالی، سر سید احمد خاں، مولوی محمد ذکاء اللہ دہلوی، سر شیخ عبد القادر، لالہ بالمکند گپتا اور لالہ سری رام وغیرہ نے آزادی شناسی کی روایت کو بڑھایا۔ آزاد کے خاندان میں سے آغا محمد ابراہیم ابرو، آغا محمد باقر، آغا محمد اشرف، آغا محمد طاہر، آغا سلمان باقر نے آزادی شناسی کی روایت کو مزید مضبوط کیا۔ آزاد کے شاگردوں میں سید ناصر، نذیر فراق، سید ممتاز علی کے نام اہم ہیں۔ ان لوگوں نے آزاد شناسی کی روایت میں اہم کردار ادا کیا۔ آزاد کے ہم عصر ادیبوں، آزاد کے خاندان والوں نے اور آزاد کے شاگردوں نے آزاد شناسی کی روایت کو مضبوط بنیادیں فراہم کیں۔ اس کے بعد آنے والے ادیبوں، محققوں اور ناقدوں نے متعدد زاویوں سے نظر ڈالی، جس سے آزاد شناسی کی روایت مزید مضبوط ہوئی۔

اگر آزاد شناسوں کا تذکرہ کیا جائے تو سب سے پہلے نامور آزاد شناس ڈاکٹر صادق کا نام آتا ہے۔ وہ بنیادی طور پر انگریزی ادبیات سے تعلق رکھتے تھے لیکن گھر کے ماحول نے ان کو اُردو ادب کی طرف راغب کیا۔ ان کو ایک پرانی عمارت سے محمد حسین آزاد کے خاندانی کاغذات، دستاویزات اور پرانے اخبارات دستیاب ہوئے پھر ساری زندگی وہ اسی شخصیت کے ہو کر رہ گئے۔ صادق صاحب نے ڈاکٹریٹ کے لیے انگریزی ادب سے متعلق جو موضوع منتخب کر رکھا تھا، اس کو چھوڑ کر آزاد کی حیات و تصانیف کے موضوع کو منتخب کر لیا۔ اس نے 1939ء میں برصغیر میں سب سے پہلے آزاد پر انگریزی زبان میں مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس نے بعد میں اس مقالے کو کچھ ترامیم اور اہم اضافوں کے ساتھ

JAHAN-E-TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

اُردو میں منتقل کیا۔ جس کو انھوں نے نومبر 1972ء میں "محمد حسین آزاد۔۔۔۔احوال و آثار" کے عنوان سے مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع کروایا۔

ڈاکٹر محمد صادق اپنی کتاب "محمد حسین آزاد۔۔۔۔ احوال و آثار" کے پیش لفظ میں آزاد شناسی سے متعلق اپنی اولیات کا ذکر یوں کرتے ہیں:

> "چھوٹے چھوٹے کئی ایک نکات کے علاوہ جن سے آزاد کی زندگی، کردار اور دیگر متعلقہ امور پر روشنی پڑتی ہے۔ خالص تحقیق کے لحاظ سے اس کتاب کی چند دیگر قابل غور خصوصیات حسب ذیل ہیں۔
>
> 1۔ آزاد کے والد گرامی، مولوی محمد باقر کے سوانح حیات، کردار اور شیعہ سوسائٹی میں ان کا مقام
>
> 2۔ آزاد کا سفر نامہ ایران، اس کی غرض وغایت
>
> 3۔1874ء کا مشاعرہ، اس کا مقصد، اس میں آزاد کا کردار اور معاصرانہ تنقید
>
> 4۔ "آب حیات"، "نیرنگ خیال" اور "سخن دان فارس" کے ماخذ کی نشاندہی اور "تدوین دیوان ذوق" میں آزاد کے طرز عمل سے متعلق دستاویزی شہادت تنقیدی لحاظ سے ہمارا اہم ترین کام آزاد کے رنگ طبیعت اور شخصیت کا نفسیاتی جائزہ اور ان کے مواد اور اسلوب کا اثر ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے، یہ اطلاعات تمام تر پہلی دفعہ فراہم کی جارہی ہیں۔" 1

مصنف نے اس کتاب میں آزاد کے حوالے سے پہلی دفعہ بہت سی معلومات اہل علم و ادب کے لیے یکجا کی ہیں۔ اس کے علاوہ آزاد پر تحقیقی و تنقیدی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کے 11 گیارہ ابواب ہیں اور اس میں ضمیمے و اشاریے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ مصنف کا آزاد شناسی کی روایت میں اہم نام ہے۔ ان کا اہم ترین کارنامہ یہ بھی ہے کہ یہ مختلف ادبی رسائل اور جرائد میں مضامین لکھتے تھے۔ انھوں نے آزاد پر جو مضامین لکھے ان کا ایک مجموعہ بعنوان "آب حیات کی حمایت اور دوسرے مضامین" کے نام سے 1973ء میں شائع ہوا۔ یہ آزاد شناس کے طور پر سند کا درجہ رکھتے ہیں۔

محمد اکرام چغتائی اپنی کتاب "مولانا محمد حسین آزاد تنقید و تحقیق کا دبستان" کے پیش لفظ میں ڈاکٹر محمد صادق کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> "برصغیر پاک و ہند میں اُردو زبان سے متعلق دوسری اور آزاد پر پہلی پی ایچ۔ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کرنے والے محمد صادق (م: 1984ء) ہیں۔ اس دور کے قواعد و ضوابط کے مطابق انھوں نے یہ مقالہ انگریزی زبان میں قلمبند کیا بعنوان "محمد حسین آزاد۔۔۔۔ حیات، تصانیف اور اثرات" اور پنجاب یونیورسٹی (لاہور) کے متعلقہ شعبہ کو پیش کر دیا۔۔۔۔ڈاکٹر موصوف کا مطمحِ نظر حصول ملازمت یا اس میں بہتری یا سالانہ ترقی میں اضافہ نہیں تھا بلکہ ان کے انداز نظر اور تفویض کردہ موضوع کے مخصوص طرز اسلوب کا محاکمہ و تجزیہ خالصتاً علمی اور تحقیقی تھا۔ تین چار سال کی محنت شاقہ کا ثمر تو انھیں مل گیا لیکن اس دوران میں وہ آزاد کے محاسن ادبیہ کے حصار میں ایسے پھنسے کہ پھر عمر بھر اس سے رہائی نہ پا سکے۔" 2

اس اقتباس سے مزید وضاحت ہوتی ہے کہ ڈاکٹر محمد صادق کا آزاد کے ساتھ ایک گہرا تعلق تھا اس لیے انھوں نے آزاد شناسی کی روایت کو مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور آزاد کے حوالے سے علمی، تحقیقی و تنقیدی معلومات فراہم کیں۔

آزاد شناسی کی روایت میں دوسرے نمبر پر ڈاکٹر اسلم فرخی کا نام آتا ہے۔ جنھوں نے 1963ء میں آزاد پر اُردو زبان میں پی ایچ۔ڈی کی ڈگری کراچی یونیورسٹی سے حاصل کی۔ یہ مقالہ کتابی صورت میں بعنوان "محمد حسین آزاد" 1965ء میں انجمن ترقی اُردو کراچی سے شائع ہوا۔ اس کتاب کی دو جلدیں ہیں۔ پہلی جلد 411 صفحات پر مشتمل ہے اور آخر میں اشاریے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں حیات آزاد کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی ہے۔ جس سے آزاد کے عہد کے متعلق معلومات ملتی ہیں۔ آزاد کے عہد کو اس لیے بیان کیا گیا تا کہ آزاد کی صحیح شخصیت کی وضاحت ہو سکے اور ان کے ذہنی ارتقاء کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ پہلی جلد میں آزاد کے آباؤ اجداد اور خاندانی حالات کی وضاحت کی گئی ہے۔

آزاد کے والد مولوی محمد باقر کے متعلق ڈاکٹر اسلم فرخی بتاتے ہیں کہ:

> "مولوی محمد باقر کے حالاتِ زندگی پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی شخصیت میں تنوع اور رنگا رنگی تھی۔ وہ بیک وقت مقتدر مذہبی رہنما، بیباک اخبار نویس، مصنف، علم دوست سخن و سخن پرور اور وطن پرست تھے۔ ان کی ذات بہت سی خوبیوں کا مجموعہ تھی اور وہ دور آخر کی ایک ایسی شمع تھی جس کے جل بجھنے سے محفل تاریک ہو گئی۔ انھوں نے شمالی ہند کی اُردو اخبار نویسی میں جس روشنی کا آغاز کیا اسی روش پر اُردو صحافت کی بنیادیں مستحکم ہوئیں۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ مولوی محمد باقر کا نام صرف اس لیے زندہ نہیں کہ وہ محمد حسین آزاد کے والد تھے بلکہ انھیں بقائے دوام صرف انھیں کی مساعی جمیلہ سے حاصل ہوئی۔" 3

مصنف نے پہلی جلد میں آزاد کی آغاز کی زندگی، 1857ء کے حالات، آزاد کے سیاسی سفر، دور ملازمت، نظم اُردو مشاعرے، ایران کی سیر، ملازمت کے آخری دن، آزاد کے عالم جنوں اور آزاد بحیثیت انسان کے حوالے سے بہت سی معلومات حاصل کرتے ہیں۔ حیات آزاد کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالنے کے لیے انھوں نے آزاد کے خاندان سے رجوع کیا ان لوگوں نے مصنف کی دل کھول کر مدد کی اس مدد کا اعتراف ڈاکٹر اسلم فرخی یوں کرتے ہیں:

> "آغا محمد باقر صاحب اور آغا محمد اشرف نے (جنھیں اب مرحوم و مغفور لکھنا پڑتا ہے) مجھے اپنے خاندانی کاغذات اور کتابوں سے استفادے کا موقع عطا کیا اور مجھے مفید مشورے بھی دیے۔ آغا محمد باقر صاحب نے میری بہت سی مشکلوں کو آسان کر دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کی امداد و اعانت کے بغیر یہ کتاب کسی طرح بھی مکمل نہیں ہو سکتی تھی۔" 4

مصنف کی دوسری جلد آزاد کی تصانیف کے حوالے سے ہے۔ یہ جلد 576 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں "آب حیات"، "نیرنگ خیال"، "دربار اکبری"، "دیوان ذوق"، "سخن دان فارس"، "نگارستان فارس"، "ڈراما اکبر"، آزاد کے شعری مجموعے، تعلیمی تصانیف، عالم جنوں کی تصانیف، غیر مطبوعہ تصانیف اور متفرقات آزاد کو تحقیقی و تنقیدی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس جلد میں آزاد کے عصر حاضر پر اثرات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ جلد کے آخر میں مصادر و ماخذ اور اشاریے کا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

اہتمام کیا گیا ہے۔ آزاد کے فن اور مرتبے پر ڈاکٹر اسلم فرخی نے آزاد کی نظم و نثر کا جائزہ لے کر درج ذیل پیرا گراف پر اپنی بات ختم کی ہے کہ:

"آزاد کی ادبی شخصیت ایک ہشت پہلو نگینہ ہے۔ اس کا جو رخ بھی ہمارے سامنے آتا ہے، وہ اپنی تابناکی سے نگاہوں کو خیرہ کر دیتا ہے اس نگینے کی تراش، رنگ روپ، وزن سب اہم ہیں۔ لیکن ان کی انشاء پردازی ان کی باقی تمام خصوصیات پر فوقیت رکھتی ہے۔ انشاء پردازی نے آزاد کی دوسری خصوصیات کو دبا بھی لیا ہے اور انھیں کمزور بھی کر دیا ہے۔ آزاد اُردو کے عظیم ترین انشاء پرداز ہیں مگر اس کے ساتھ ہی وہ اُردو کے اولین محقق، ادبی مورخ، نقاد، رمز نگار، ڈرامانویس، لسانی مفکر، تعلیمی مصنف اور جدید اُردو شاعری کے اولین معمار بھی ہیں ان کی ہر چثیت مسلم ہے اور اُردو ادب میں انھیں لازوال مرتبہ حاصل ہے۔" 5

اسلم فرخی نے آزاد کی شخصیت اور کارناموں کا مفصل تحقیقی اور معروضی جائزہ پیش کیا ہے۔ مصنف نے اس کتاب کے ذریعے آزاد کے مختلف گوشوں اور ان کی تصانیف پر تنقیدی نگاہ سے روشنی ڈالی ہے۔ اسلم فرخی آزاد شناسی کی روایت میں ایک اہم نام ہے۔

آغا محمد باقر تیسرے آزاد شناس ہیں ان کا تعلق خانوارہ آزاد سے ہے۔ اس آزاد شناس نے اپنی تمام عمر آزاد کی حیات و شخصیت اور تصنیفات و تالیفات کے لیے وقف کر دی تھی۔ آغا باقر کے والد محمد ابراہیم اور ان کے بھائی آغا محمد طاہر آزاد کی سوانح لکھنے کا عزم رکھتے تھے لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر سوانح آزاد مرتب نہ کر سکے۔ یہ کام آغا محمد باقر نے بڑی ذمہ داری سے مکمل کیا۔ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کی فرمائش پر آغا صاحب نے آزاد پر ایک مضمون تحریر کیا تھا جو آزاد شناسی کی روایت سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس مضمون کے حوالے سے مولوی شفیع رقم طراز ہیں:

"ذیل کا مقالہ جو مرحوم مولانا محمد حسین آزاد کے پوتے آغا محمد باقر ایم اے، بی ٹی نے میری درخواست پر سپرد قلم کیا، بہت سے دلچسپ حالات پر مشتمل ہے اور محنت اور کاوش سے لکھا گیا ہے۔ مولانا کے شخصی حالات غالباً اس قدر مفصل کہیں اور یکجانہ ملیں گے۔" 6

آغا محمد باقر نے "حکایات آزاد" نے نام سے کتاب تحریر کی۔ جو مکتبہ نوائے وقت مال روڈ لاہور سے 1961ء میں شائع ہوئی۔ آغا صاحب نے "اورینٹل کالج میگزین" اور "ادبی دُنیا" میں آزاد پر بہت سے مقالات تحریر کیے، جن سے آزاد شناسی کے نئے دروازے کھلے۔ ان کا سب سے اہم کارنامہ "مقالات آزاد" کی ترتیب و تدوین ہے جو کہ تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس کو مجلس ترقی ادب لاہور نے شائع کیا۔

آغا محمد باقر صاحب نے "مجلس یادگار آزاد" قائم کی۔ پنجاب یونیورسٹی کے سینٹ ہال میں ہر سال 22 جنوری کو ایک اجلاس منعقد ہوتا اور اس میں ملک کے مشہور ادیب، محققین اور ناقدین آزاد کی حیات و تصانیف پر مقالات پیش کرتے تھے اس تقریب کا سلسلہ 1953ء سے لے کر ان کی وفات تک جاری رہا۔ آغا محمد باقر نے آزاد کی پچاسویں برسی 1960ء میں آزاد سے جڑے نوادرات پر مشتمل ایک نمائش کا اہتمام کیا۔

انھوں نے آزاد کے حوالے سے بہت کام کیا یہ آزاد شناسی کی روایت میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

اگر آزاد شناسوں کا ذکر شروع کیا جائے تو ایک طویل فہرست بن جائے گی۔ کیونکہ آزاد کی زندگی سے لے کر اب تک آزاد پر بے شمار اہلِ علم و ادیب لکھ چکے ہیں اور لکھ رہے ہیں۔ اس مضمون میں تین نامور اور ممتاز آزاد شناسوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے بغیر آزاد شناسی کی روایت ادھوری اور نامکمل ہے۔ اب اکرام چغتائی کے کام کا جائزہ لیتے ہیں کہ انھوں نے آزاد کے حوالے سے کن جہات پر کام کیا ہے اور آزاد شناسی کی روایت میں ان کا کیا مقام ہے۔

اکرام چغتائی نے آزاد کے حوالے سے سات کتابیں مرتب کی ہیں۔ ان کی پہلی مرتبہ کتاب محمد حسین آزاد (نئے دریافت شدہ ماخذ کی روشنی میں) ہے۔ اس کتاب میں ان کا ایک مضمون (نایاب تعلیمی دستاویزات اور پنشن ریکارڈ کی روشنی میں) اس مضمون میں انھوں نے دہلی کالج، آزاد شناسوں کے تین طبقات، آزاد کی ابتدائی تعلیم اور سرکاری ملازمت سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد ان کی پنشن کی محکمانہ کارروائی کے متعلق تفصیلی بحث کی ہے۔ مضمون کے آخر میں انھوں نے تعلیقات کا اہتمام کیا ہے۔ جو ان کے گہرے مطالعے کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کی اس کتاب پر ڈاکٹر سلیم اختر کی رائے ملاحظہ کیجیے:

> ”نہ جانے انھوں نے کیسے 1892ء کی وہ نایاب فائل حاصل کی۔ آزاد کی پنشن کے سلسلہ میں محکمہ تعلیم کے متعلقہ افسران سے جو خط و کتابت ہوئی وہ اب منظر عام پر آ گئی ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ فائل پہلی مرتبہ عکسی صورت میں Transcription سمیت طبع ہو رہی ہے چنانچہ اس فائل کی روشنی میں مولانا محمد حسین آزاد کے حالات زندگی اور ابتدائی تعلیم کے بارے میں بھی بعض امور پر باندازِ نو روشنی پڑتی ہے۔ اضافی خوبی یہ ہے کہ اختتام میں ضمائم کی صورت میں مولانا آزاد، ڈاکٹر لائٹنر اور انجمن پنجاب کے بارے میں بیرون ملک ہونے والی جدید تحقیقات کی روشنی میں کئی معلومات اور کوائف بھی پیش کیے گئے ہیں۔“ 7

اکرام چغتائی کی دوسری مرتبہ کتاب ”مولانا محمد حسین آزاد (تنقید و تحقیق کا دبستان لاہور)“ ہے۔ یہ کتاب 712 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں اس میں کتاب 65 مضامین شامل کیے ہیں جو آزاد کے حوالے سے ہیں۔ اس کتاب میں حافظ محمود شیرانی کا ایک مضمون ”تنقید بر آبِ حیات مولانا محمد حسین آزاد“ شامل کیا گیا ہے۔

اس مضمون میں شیرانی صاحب نے آزاد کے اسلوب سے متاثر نظر آتے ہیں۔ انھوں نے آزاد کے طرزِ نگارش اپنے مضمون میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں کہ:

> ”مولانا آزاد صاحب طرز ہیں۔ ان کی طرز نہ ان سے پہلے وجود میں آئی اور نہ ان کے بعد کوئی اس کی تقلید کر سکا۔ فارسی میں ابو الفضل اور ظہوری کے مقلد پیدا ہوگئے مگر آزاد کا ابھی تک کوئی مقلد پیدا نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا آزاد اپنے انداز کے آپ ہی موجد تھے۔ اور آپ ہی خاتم تھے۔ ان کی سادہ زبان ہلکی رنگینی کے ساتھ ترکیب پا کر اس بلا کی دلکش اور دل ربا بن گئی ہے کہ اس کے فقرے فقرے پر سحر و طلسم کا دھوکا ہوتا ہے۔ توصیفی اور تشبیہی ترکیبوں سے جو حشو کے طور پر جملوں میں اضافہ کر دی جاتی ہیں ادنی سا فقرہ حسن و لطافت کی تصویر بن جاتا ہے۔“ 8

تیسری کتاب ”محمد حسین آزاد (شاگردوں اور ملاقاتیوں اور ہم عصر ادیبوں کی نظر میں“ ہے۔ اس کتاب کے شروع میں سرسید احمد خاں کا مضمون ہے جس میں انھوں نے آزاد کی آبِ حیات پر تبصرہ کیا ہے۔ یہ تبصرہ انھوں نے علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں لکھا۔ اس تبصرے میں انھوں نے آبِ حیات کے حوالے سے آزاد کے بارے میں لکھا ہے کہ:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

”وہ اُردو اور اُردو شاعری کا جنم پتر ابتدا یہ ہے پھر اس کی صورت کا نقشہ دکھاتا ہے۔ پھر اس کے بناؤ سنگھار کا پتہ بتاتا ہے پھر اس کی عمر کے پانچ زمانوں، گود میں پلنے، پاؤں چلنے، بچپنے، دانت نکلنے جوان ہونے کا ذکر کرتا ہے اور ہر ہر دور میں جن لوگوں نے اس کے عشق میں نام پیدا کیا اور اپنے دور کے مشاہیر شعرائے اُردو ہوئے ان کا نام و نشان سناتا ہے ان کی سوانح عمری کو، ان کی لطیف و ظریف باتوں کو جو شعر و شاعری سے متعلق تھیں۔ نہایت خوبی و فصاحت و بلاغت سے بیان کرتا ہے۔“ 9

محمد اکرام چغتائی کی چوتھی کتاب ”محمد حسین آزاد اور خانوادہ آزاد“ ہے۔ اس کتاب سے آزاد کی علمی و ادبی روایات کا علم ہوتا ہے۔ پانچویں کتاب ”فہرست مخطوطات آزاد“ ہے۔ اس کتاب میں ذخیرہ آزاد کی عربی، فارسی اور اُردو کے مخطوطات کا توضیحی اشاریہ دیا گیا ہے۔ چھٹی کتاب ”مطبوعات ذخیرہ آزاد“ ہے۔ اس کتاب میں اکرام چغتائی کا ایک مضمون آزاد کا کتب خانہ یا تکیہ علم ہے وہ بھی شامل ہے۔ اس کتاب کے بارے میں ڈاکٹر تحسین فراقی کی رائے دیکھیے:

”زیر نظر کتاب اسی ذخیرے کی نادر اور نایاب مطبوعات کی توضیحی فہرست پر مشتمل ہے جسے بڑی محنت، ہمت اور سلیقے سے اُردو کے ممتاز محقق جناب محمد اکرام چغتائی نے مرتب کیا ہے۔ یقین ہے کہ متعدد نقلی و عقلی علوم پر مشتمل ذخیرہ آزاد کی مطبوعات کی یہ فہرست تحقیق اور تدقیق کے نئے در وا کرے گی۔ انشاء اللہ اس توضیحی فہرست کو فاضل مرتب نے ترتیب و تدوین کے سائنسی اصولوں کی بنیاد پر مدون کیا ہے۔“ 10

ساتویں کتاب ”مطالعہ آزاد“ ہے۔ اس کتاب میں اکرام چغتائی کے 6 مضامین شامل ہیں جو کہ آزاد کے حوالے سے ہیں۔ اس کتاب کے مقدمے میں مصنف نے اُردو نظم و نثر کی تمام اصناف کو متعارف کروانے والے محمد حسین آزاد ہیں ان کی یہ رائے اسلم فرخی صاحب سے ملتی جلتی ہے۔ وہ اپنی کتاب ”محمد حسین آزاد“ کی جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ:

”آزاد کی ادبی شخصیت بڑی پہلو دار ہے۔ اگرچہ ان کی شخصیت کا دارومدار انشاپردازی پر ہے لیکن وہ اُردو کے اولین محقق، ادبی مورخ، نقاد، رمز نگار، ڈرامانویس، لسانی مفکر، تعلیمی مصنف اور جدید اُردو شاعری کے اولین معمار بھی ہیں۔“ 11

ان تمام کتب کے جائزے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے انھوں نے تحقیقی و تنقیدی شعور کو بروئے کار لاتے ہوئے آزاد کی زندگی سے لے کر آزاد کی صد سالہ برسی تک نامور آزاد شناسوں کی تحریروں کو مرتب کیا اور عام قاری تک ان کو پہنچایا ہے۔ ان کتابوں سے آزاد کی زندگی اور تصانیف کے بہت سے پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ اکرام صاحب نے آزاد شناسوں کی تحریروں کو صرف جمع کر کے مرتب ہی نہیں کیا بلکہ ان پر مفید حواشی و تعلیقات کے ساتھ ساتھ معلومات سے بھرے مقدمے بھی لکھے ہیں۔ اپنی کتابوں میں آزاد کے متعلق عکسی نقول اور تصاویر کا اہتمام بھی کیا ہے۔ ان کتب کو آزاد شناسی کی روایت میں ایک اہم اضافہ سمجھا جاتا ہے۔

اکرام چغتائی نے ذخیرہ اشپرینگر سے دہلی کالج کے متعلق دریافت ہونے والا نادر رجسٹر اور آزاد کی پنشن ریکارڈ سے متعلق نایاب فائل کو اپنی تحریروں کے لیے ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ان ماخذ کی روشنی میں اکرام صاحب نے آزاد کی سوانح و شخصیت کے بارے میں بہت سی اہم معلومات عام قاری تک پہنچائی ہیں جو کہ سندی درجہ رکھتی ہیں۔ انھوں نے آزاد کی پنشن فائل کو پہلی مرتبہ مکمل صورت میں بصورت عکس متعارف کروایا جو کہ بطور آزاد شناس ان کا اہم کارنامہ ہے۔

انھوں نے ذخیرہ اشیر ینگر سے حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں آزاد اور ان کے والد کے متعلق چند تصریحات کو تحقیقی انداز میں پیش کیا تھا۔ انھوں نے آزاد کے متعلق بہت سی مفید معلومات بہم پہنچائی جن میں تعلیمی دستاویزات اور پنشن ریکارڈ وغیرہ اہم ہیں۔ آزاد کے لائنز اور گارسیں دتاسی کے ساتھ جو تعلقات تھے ان کی وضاحت اپنے مضمون میں کی۔ آزاد کے کتب خانے متعلق بہت سی اہم معلومات عام قاری تک پہنچائی۔ ان کے تصنیفی کام کا جائزہ لینے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ انھوں نے بطور آزاد شناس نقاد کے بجائے محقق ہونے کا فرض نبھایا ہے ان کا آزاد کے متعلق کام دیکھ کر کہا جا سکتا ہے آزاد شناسی کی روایت میں محمد اکرام چغتائی ایک اہم نام کی حیثیت رکھتے تھے۔

حوالہ جات:

1۔ محمد صادق، ڈاکٹر، محمد حسین آزاد۔۔۔احوال و آثار، لاہور: مجلس ترقی ادب، نومبر 1976ء، ص2۔3

2۔ محمد اکرام چغتائی (مرتب)، مولانا محمد حسین آزاد (تنقید کا دبستان لاہور)، لاہور: مجلس ترقی ادب، دسمبر 2011ء، ص11

3۔ اسلم فرخی، ڈاکٹر، محمد حسین آزاد (جلد اوّل)، کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، 2006ء، ص73

4۔ ایضاً، ص11۔ 12

5۔ اسلم فرخی، ڈاکٹر، محمد حسین آزاد (جلد دوم)، کراچی: انجمن ترقی اُردو پاکستان، 2006ء، ص512

6۔ محمد اکرام چغتائی (مرتب)، محمد حسین آزاد اور خانوادہ آزاد، لاہور: پاکستان رائٹرز کواپریٹو سوسائٹی، 2010ء، ص 37

7۔ محمد اکرام چغتائی (تعارف و ترتیب)، محمد حسین آزاد (نئے دریافت شدہ ماخذ کی روشنی میں)، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2004ء، ص15

8۔ محمد اکرام چغتائی (مرتب)، مولانا حسین آزاد، لاہور: مجلس ترقی ادب، دسمبر 2011ء، ص19

9۔ محمد اکرام چغتائی (مرتب)، محمد حسین آزاد (شاگردوں، ملاقاتیوں اور ہم عصر ادیبوں کی نظر میں)، لاہور: نشریات، 2010ء، ص27

10۔ محمد اکرام چغتائی (مرتب)، مطبوعات ذخیرہ آزاد، لاہور: شعبہ اُردو اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، 2010ء، ص11۔12

11۔ اسلم فرخی، ڈاکٹر، محمد حسین آزاد (جلد دوم)، ص477